Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون ۴۴۹۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر ۱۷

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

بمعہ منسلکہ

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۲/۶۲ | ۱۷ جمادی الاول ۱۳۹۳ھ ۱۹ احسان ۱۳۵۲ ہش ۱۹ جون ۱۹۷۳ء | نمبر ۱۳۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:

گرمی کا اثر ابھی چل رہا ہے۔ ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت حضور کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں

ربوہ ۱۸ احسان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ: سردرد کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل صحت عطا فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے آمین

خطبہ جمعہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا کیلئے شاہد مبشر اور نذیر تھے

ان تین بنیادی صفات کے نتیجہ میں امّتِ مسلمہ پر یہ تین اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں

۱۔ صفاتِ الٰہیہ کی معرفت ۲۔ قول و فعل سے اسلام کی تائید و نصرت ۳۔ تسبیح و تحمید

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ ہجرت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۸ مئی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم اے انچارج شعبہ زودنویسی ربوہ

سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں:-

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

(الفتح: ۹-۱۰)

اس کے بعد فرمایا:-

یہ دو آیات جو اس وقت میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں سے پہلی آیت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تین صفات بیان ہوئی ہیں یا

تین بنیادی کام

جو آپؐ کے سپرد ہیں، ان کا ذکر ہے جبکہ دوسری آیت میں تین بنیادی ذمہ داریوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تین صفات کے نتیجہ میں امت مسلمہ پر عاید ہوتی ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے رسول! ہم نے تجھے شاہد بنا کر مبعوث کیا ہے شاہد کے معنے صفاتِ باری پر گواہ کے ہیں اور یہ گواہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دو طور پر دی گئی ہے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے لحاظ سے اور دوسرا

آپؐ کے اسوہ حسنہ کے لحاظ سے صفاتِ باری کے تعلق میں تاریخ نے پہلے انبیاء کی جو تعلیمات محفوظ کی ہیں اگر ان کا قرآن عظیم سے موازنہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جس قدر وضاحت کے ساتھ جس قدر وسعت کے ساتھ جس قدر حُسن کے ساتھ اور جس قدر دل موہ لینے والے انداز میں قرآن کریم نے صفاتِ باری کو بیان کیا ہے اس قدر اور اس قسم کا بیان پہلی کتب میں نہیں پایا جاتا تھا اس لئے کہ ابھی نوع انسانی انفرادی اور اجتماعی ہر دو اعتبار سے ارتقائی مدارج کو طے کر کے اس انتہائی رفعت تک نہیں پہنچی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ امت مسلمہ کے لئے مقدر تھی کیونکہ نوع انسانی انتہائی رفعت کی تدریجی طور پر ترقی کر رہی تھی حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ ان نے خدا کی صفات کے اپنے حالات اور استعداد کے مطابق کچھ جلوے دیکھے اور اس نور سے خود کو منور کیا پھر دیگر انبیاء علیہم السلام (شرعی بھی اور غیر شرعی بھی) مبعوث ہوتے رہے اور وہ نوع انسانی کو روحانی لحاظ سے ترقی پہ ترقی دے کر ارتقاء کے مختلف مدارج میں سے گزارتے ہوئے اس درجہ تک لے آئے جس میں نوع انسانی نے (جس کی امت مسلمہ نمائندہ ہے) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ داخل ہونا تھا

پس قرآن کریم میں جس رنگ میں صفات باری کا ذکر ہے اس رنگ میں پہلی امتوں کے سامنے ذکر نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ وہ اس کی حامل نہیں بن سکتی تھیں

پبلشر مسعود احمد۔ پرنٹر سید عبدالحی مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے اندر اس کی استعداد اور طاقت نہیں پائی جاتی تھی۔ غرض تعلیمی لحاظ سے قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی صفات پر گواہی دی۔ قرآن کریم نے ہر صفت کو لیا اور پھر آگے اس کی تفصیلات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا۔ اس کے لئے شواہد پیش کئے۔

خدا تعالیٰ کی بعض ایسی بنیادی صفات ہیں (اشارہ ہی کر سکوں گا۔ کیونکہ نفسِ مضمون کے ساتھ اس کا تعلق نہیں) جن کا تعلق سب صفاتِ باری سے ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے سورۂ ملک میں بیان فرمایا ہے کہ تمام

صفاتِ باری کی بنیادی صفت

یہ ہے کہ ان کے جلووں میں انسان کو کبھی تضاد نظر نہیں آئے گا چنانچہ صفاتِ باری کے جو مختلف جلوے نوعِ انسانی پر نازل ہوتے ہیں اُن پر اجتماعی نظر ڈالی جائے تو واقعی اُن کے اندر کوئی تضاد نظر نہیں آتا اس لئے کہ تضاد کا نہ ہونا صفاتِ باری کی ایک بنیادی صفت ہے میرے خیال میں (جس رنگ میں قرآن کریم نے ان کو پیش کیا ہے اس رنگ میں) پہلی شرائع میں اس قسم کی بنیادی صفات کا ذکر بھی کوئی نہیں ہوگا کیونکہ پہلے انسان کی روحانی حس اور روحانی شعور اس قابل نہیں تھا کہ ان بلندیوں کو سمجھ سکے۔

غرض ایک تو تعلیم کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد یا گواہ کے طور پر ہیں اور دوسرے آپ گواہ ہیں اپنے عمل کے لحاظ سے اپنے نمونہ کے لحاظ سے کیونکہ صفاتِ باری کا بیان نوعِ انسانی کے لئے محض ایک فلسفیانہ مضمون کے طور پر نہیں ہے بلکہ اس بیان میں انسان کی زندگی کو ایک خاص رنگ میں بدلکر رکھ دینا مقصود تھا اس پر انسان کو عمل کرنا تھا اور یہی بنیادی تعلیم تھی جس کی جھلک انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ نازل ہوتی رہی اور جو کامل طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نازل ہوئی۔ یہی انسان کو اس کا مظہر بننا ہے

انسانی زندگی کا مقصد

ہے۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نوعِ انسان کو تعلیم دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ صفاتِ باری کا مظہر بننے کی کوشش کریں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد ہیں اس معنی میں بھی کہ آپ نے کامل اور اتم طور پر اپنے وجود کو صفاتِ باری کا مظہر بنا کر دنیا کو دکھا دیا۔ گویا آپ کا وجود صفاتِ باری کا مظہرِ اتم ہونے کی وجہ سے اس حقیقت کا گواہ ہے کہ صفاتِ باری انسان پر جلوہ گر ہوتی ہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

(الذاریات: ۵۷)

چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نوعِ انسانی نے عبدِ کامل کا ایک نہایت ہی حسین نمونہ دیکھا۔ کوئی دوسرا انسان نہ تو ایسا حسین نمونہ پیش کر سکتا تھا اور نہ ہی اس لطف اور عظمت کو پا سکتا تھا غرض جہاں تک صفاتِ باری کا تعلق تھا اُسے قرآن کریم میں بیان کر دیا۔ جہاں تک

صفاتِ باری کے بیان کی غرض

کا تعلق تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونہ سے اور صفاتِ باری کا مظہرِ اتم بن کر دنیا کو دکھا دیا۔ گویا ہر دو اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے شاہد ہیں۔

پھر اسی آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ آپ مبشر ہیں آپ دنیا کو بشارتیں دینے والے ہیں پھر آپ کی تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ آپ نذیر ہیں۔ آپ دنیا کو ڈرانے والے، انتباہ کرنے والے اور بدیوں اور بداعمالیوں سے روکنے والے ہیں جو باتیں اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بنا دیتی ہیں اُن کو بتا کر دنیا کو اُن سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تین بنیادی صفات ہیں جو اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں اس کے مقابل امتِ مسلمہ پر چونکہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں نوعِ انسانی کی بہترین نمائندہ ہے اس لئے اس پر)

تین ذمہ داریاں

ڈالی گئی ہیں۔ چونکہ آپ شاہد ہیں اس لئے فرمایا تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاؤ اس بات پر یقین رکھو کہ آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلنا نوعِ انسانی کے لئے ضروری ہے گویا آپ کی شاہد کی صفت کے مقابلہ پر عقلاً بھی اور شرعاً بھی انسان پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر چل کر سعادتِ دارین پائے۔

پھر چونکہ آپ مبشر ہیں اس لحاظ سے انسان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ ان الفاظ میں مضمر ہے۔

لِتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

فرمایا آپ کی تعلیم کو دیکھکر، آپ کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے آپ کے مشن کی کامیابی کے لئے کام کرو۔ اسلام کی مدد کرو اور اس کی نصرت کرو۔ آپ کی عظمت کا اقرار محض زبان سے نہیں کرنا بلکہ ساتھ عمل بھی کرنا ہے گویا اس میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم اپنے قول اور عمل سے اس عظیم شریعت کی مدد کروگے تو خدا کے پیار کو پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم خالی ایمان لے آؤ گے بلکہ فرمایا ہے کہ مبشر کی حیثیت سے آپ کے ذریعہ دنیا کو جو بشارتیں دی گئی ہیں ان پر بھی یقین رکھو گے اور خلوصِ نیت کے ساتھ اپنے قول اور فعل کو آپ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق بناؤ گے تو وہ بشارتیں تمہیں مل جائیں گی جو انسانیت کے محسنِ اعظم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو دی گئی تھیں

آپ کی تیسری صفت نذیر بیان ہوئی تھی اس کے مقابلہ میں انسان پر جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے

تسبیح کے دو معنے

ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی کمزوری اور نقص سے منزہ سمجھنا گویا اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے۔ دوسرے معنے امام راغبؒ نے مفردات میں یہ بیان کئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَلْمَرْءُ السَّرِيْعُ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى....
عَامًا فِي الْعِبَادَاتِ قَوْلًا كَانَ أَوْ فِعْلًا أَوْ نِيَّةً ؎

یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سرعت پیدا کرنا... گویا تسبیح کا لفظ قولی و فعلی اور نیت کی عبادات کے لئے عام طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اور ان عبادات میں سرعت پیدا کرنا تسبیح ہے۔

غرض نذیر کے مقابلہ میں تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا میں بتایا کہ چونکہ بعض قسم کے افعال کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے اس لئے تمہاری یہ ذمہ داری ہے کہ جب انذار کے حالات پیدا ہوں لوگوں کو بداعمالیوں سے ڈرایا جائے تو یہ امر تمہارے لئے نیکیوں کے بجالانے میں سرعت اور تیزی پیدا کرے۔

پس یہ تین ذمہ داریاں ہیں جنہیں میں نے مختصراً اور کچھ تھوڑے سے موازنہ کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ شاہد کی صفت کے مقابلہ میں ایمان باللہ و ایمان برسول کہا گیا ہے۔ اور جیساکہ میں نے بتایا ہے تعلیمی لحاظ سے صفات باری کا جو بیان قرآن عظیم میں ہے وہ انسان کی تاریخ میں کہیں اور نظر نہیں آتا۔ اس لحاظ سے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم

معرفت صفات و شئون باری

کے لئے قرآن کریم پر غور کریں اور صفاتِ باری کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ صفاتِ باری کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بداعمالیاں سرزد ہوتی ہیں جو توحید سے دور لے جانے والی اور شرک کے قریب کرنے والی ہیں۔ گویا پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن کریم نے جس رنگ صفاتِ باری کو بیان ہے اس رنگ میں ان کا عرفان حاصل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آج مہدی معہود علیہ السلام کی طرف منسوب ہونے والوں کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ صفاتِ باری کا جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی کتب میں اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں بیان فرمایا ہے اور جو تفسیر قرآن عظیم ہے اُن صفات کے بیان کو پڑھنا اور اُن کو سمجھنا اور اُن کو یاد رکھنا ہمارا فرض ہے گویا ہمیں عرفان صفاتِ باری حاصل ہونا چاہیئے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ شاہد ہیں۔ صفاتِ باری کے گواہ ہیں اور ان کی صفات کی حقیقت کو اپنے عمل سے ثابت کرنے والے ہیں اسلئے اس جہت سے آپ کی متابعت میں ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے والے اور ان پر غور کرنیوالے ہوں ہمیں صفاتِ باری کی اس حد تک معرفت حاصل ہو جائے کہ وہ

ہماری زندگی کی روحِ رواں

بن جائیں۔ وہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہو جائیں۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہد ہونا ہم احمدیوں پر یہ ذمہ داری بھی ڈالتا ہے (یوں تو سب نوع انسانی پر ڈالتا ہے لیکن اس وقت پہلے مخاطب آپ ہیں اس واسطے میں کہونگا کہ احمدیوں پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہے) کہ جیساکہ میں نے ابھی بتایا ہے شاہد کی صفت میں علمی لحاظ سے صفاتِ باری اور توحیدِ باری کو بیان کرنیوالا جو حصہ ہے وہ محض ایک فلسفیانہ بیان نہیں بلکہ وہ تو ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہونیوالا بیان ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ ہم صفاتِ باری کے مظہر بنیں تو گویا شاہد کی صفت کے مقابلہ میں جو ذمہ داری عاید ہوتی ہے اس کا

دوسرا پہلو یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وجود پر صفاتِ باری کا جو رنگ چڑھایا تھا ہم بھی اپنے پر وہی رنگ چڑھانے کی کوشش کریں۔ تاہم یہ تو صحیح ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بن سکتے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر

بن سکتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کی شبیہ اور آپ کا ظل بن جائیں۔ ایک اچھا فوٹوگرافر بھی تصویر کھینچتا ہے لیکن ایک عام فوٹوگرافر بالخصوص دیہات میں رہنے والا تو بڑی چندھی سی دھندلی سی تصویر کھینچتا ہے۔ لیکن تصویر ہوتی تو اسی شخص کی ہے جس کی کھینچی گئی ہے۔ گویا ایک اچھا کیمرہ زیادہ عمدہ اور روشن عکس لے لیگا لیکن ایک خراب اور سستا کیمرہ دھندلا سا عکس لے گا۔ اسی طرح ایک شخص جو پوری توجہ اور محنت اور اخلاص سے سعی اور کوشش کرنیوالا ہے اور اس کی استعداد بھی زیادہ ہے وہ زیادہ نورانی عکس لے لیگا لیکن ایک کمزور ایمان شخص جو عملاً سُست ہے وہ بھی عکس تو لے گا مگر وہ کمزور قسم کا ہو گا۔ تاہم عکس تو وہی ہو گا۔ تصویر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو گی ایک روشن ہو گی دوسری دھندلی ہو گی۔ اگر ہم صحیح معنی میں احمدی ہیں تو ہم پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ ہم صفاتِ باری کی معرفت حاصل کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو لائحہ عمل بنائیں۔

پس اس حصہ کو پھر دوہرا دیتا ہوں شاہد کی صفت کے مقابلہ میں

ہماری ذمہ داری کے دو پہلو

ہیں۔ ان ہر دو پہلوؤں کے لحاظ سے ایک احمدی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صفاتِ باری کی معرفت حاصل کرے۔ صفاتِ باری کا علم حاصل کرے۔ اُن کو پڑھے، ان کی حقیقت کو پہچاننے کے لئے اُن پر غور کرے اور دیکھے کہ صفاتِ باری کی کس قدر حسین تفاسیر بیان کی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

دوسرے ہم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفاتِ باری کا رنگ اپنے وجود پر چڑھایا تھا۔ جس طرح آپ صفاتِ باری کے مظہر اتم تھے کیونکہ آپ کی استعداد اتم تھی اور قوت ایسی تھی کہ جس کے مقابلہ میں کوئی انسانی قوت پیش نہیں کی جا سکتی لیکن اخلاص کے ساتھ قربانیاں دے کر اور مجاہدہ کر کے اللہ تعالیٰ سے

ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ محبت

قائم کر کے اور اللہ تعالیٰ کے عشق اور پیار میں فنا ہو کر آپ نے اپنے اوپر جو رنگ چڑھایا تھا اسی طرح ہمیں بھی اپنی قوت اور استعداد کے مطابق انتہائی زور لگا کر وہی رنگ اپنے پر چڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صفت تھی مبشر ہونے کی۔ اس صفت کے مقابلہ میں تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ کی رو سے تعزیر اور توقیر کی ذمہ داری عاید کی گئی ہے۔ المنجد میں عَزَّرَ کے معنے ہیں اَلنُّصْرَةُ مَعَ التَّعْظِيْمِ یعنی کسی ہستی کی عظمت کے احساس کے ساتھ اس کی اعانت اور مدد کرنا تعزیر ہے۔ تُعَزِّرُوْهُ میں ضمیر کا مرجع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات ہے لیکن چونکہ آپ کی ذات کو تو کسی انسان کی عزت و تکریم کی ضرورت نہیں کیونکہ پہلے انبیاء کی زبان سے بھی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی یہ کہلوایا گیا ہے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا تو پھر اس کے معنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہوں گے کہ احکام الٰہی کے اجراء میں اپنے فعل اور نمونہ سے مدد کرو۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جو مقصد ہے اس کو کامیاب کرنے کے لئے عمل اور نمونہ کے ساتھ کوشش کرنا۔ اسی طرح توقیر کے معنے عظیم اور بجلی کرنے کے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قول و فعل اور نمونہ سے اس عظیم شریعت کی مدد کرو گے تو بشارتوں کو پالو گے اور خدا کے پیار کو حاصل کر لو گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس قدر بشارتیں دی ہیں کہ پہلے انبیاء نے اس کا سوال بلکہ ہزارواں حصہ بھی بشارتیں نہیں دیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بشارتیں تمہیں اس طرح نہیں ملیں گی جس طرح ایک آم کے درخت کے مالک کو ٹپکے کا آم پکنے کے بعد خود گر کر مل جاتا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کرنی پڑتی۔ بلکہ تمہیں اس کے لئے اسی طرح قربانیاں دینی پڑیں گی جس طرح حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے مقصد کے حصول کے لئے بے شمار قربانیاں دی اور اس راہ میں قسما قسم کے دکھ اور تکلیفیں اٹھائی تھیں آپؐ کے صحابہؓ نے بھی آپ سے

عشق و وفا کا اعلیٰ و عمدہ نمونہ

دکھایا اور خدا کی راہ میں بڑی قربانیاں دیں۔ چنانچہ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی بلند مقام کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہا گیا تھا:

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

آپ نے حقیقۃً صحابہؓ کا درجہ پایا ہے یا نہیں۔ اصل سوال یہی ہے کیونکہ جس شخص نے دیکھا اور بیعت کی مگر کلی طور پر پایا نہیں اس کو وہ ثواب نہیں مل سکتا جو بیعت کرنے کے بعد قربانیاں دینے والے کو ملتا ہے۔

غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے بے شمار اور بے مثال قربانیاں دینی پڑیں یوں معلوم ہوتا ہے گویا قربانیاں دینا آپ کی فطرت ثانیہ بن گئی تھی۔ احادیث میں آتا ہے کہ جنگوں میں سب سے زیادہ خطرناک جگہ وہ سمجھی جاتی تھی جو آپ کے قرب میں ہوتی تھی۔ کیونکہ آپ کا وجود دشمن کا اصل نشانہ تھا۔ چنانچہ صحابہؓ میں سے جو سب سے زیادہ دلیر تھے وہ آپ کے قریب رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کے اس جذبہ سے پتہ لگتا تھا کہ وہ کتنے دلیر ہیں۔ صحابہؓ اتنے دلیر تھے تو ہمارے آقا و مولا سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کتنے دلیر ہوں گے۔ اس کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ رات کو خوف پیدا ہوا۔ لوگ ابھی تیاریاں کر رہے تھے یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ خوف کیوں اور کس وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اسی اثناء میں لوگوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے تشریف لا رہے ہیں صحابہؓ کے عرض کرنے پر آپؐ نے فرمایا۔ کوئی بات نہیں۔ میں نے پتہ لے لیا ہے۔ تیاری کر کے مقابلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جاؤ گھروں میں آرام کرو۔ اب دیکھو! آپؐ نے خطرے کی صورت میں اپنے کسی ساتھی کو بتایا نہیں نہ ساتھ لیا ہے بلکہ اکیلے تنہا حالات کا پتہ لینے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ حالانکہ آپ کے صحابہؓ میں سے ہر ایک آپ کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار رہتا اور اسی پر فخر کرتا تھا

غرض خدا کی راہ میں قربانیاں دینے اور خدا کے لئے

محبت اور خلوص کا اظہار

کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل اور منفرد تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے عرش پر اپنی دائیں طرف بٹھا لیا۔ یہ مقام تو بہت بلند ہے۔ یہ مقام تو عرش رب کریم ہے اس مقام تک تو ہم اور آپ نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ امت کا ہر شخص اپنی قوت اور استعداد اور مخلصانہ کوشش کے نتیجہ میں مقام عرش رب کریم سے ورے ورے ساتوں آسمان تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ گویا ایک بہت بڑی بشارت تھی جو امت مسلمہ کو دی گئی ہے۔ جس کے دروازے بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ایک بہت بڑی بشارت ہے جو کھلے الفاظ میں امت مسلمہ کو دی گئی ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کے لئے محض بیعت کر لینا یا زبان سے اقرار کر لینا کافی ہوگا۔ بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لئے جس رنگ میں اور جس طور پر میں نے قربانیاں پیش کرنے کا نمونہ قائم کیا ہے اسی رنگ میں تمہیں بھی قربانیاں دینی پڑیں گی۔ تب تم اللہ تعالیٰ کے پیار کو اپنی قوت اور استعداد کے مطابق حاصل کر سکو گے ورنہ نہیں۔

تیسری بات جو پہلی آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے طور پر بیان ہوئی ہے وہ آپ کا نذیر ہونا ہے۔ آپؐ کی صفت کے مقابلہ میں امت مسلمہ پر صبح و شام

تسبیح کرنے کی ذمہ داری

ڈالی گئی ہے۔ تسبیح کے معنے ایک تو تنزیہ و تمجید کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے نقص، عیب اور کمزوری سے پاک سمجھنا اس کے دوسرے معنے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے مفردات امام راغبؒ کی رو سے

المرّ السريع في عبادة الله تعالى وجعل ذالك في فعل الخير

گویا عبادۃ اللہ کی طرف تیزی سے دوڑ کر اور سرعت کے ساتھ جانا اور خیر اور نیکی بجالانا تسبیح کے معنوں میں شامل ہے۔ نذیر کی صفت میں ڈرانے کا ذکر ہے یعنی بعض ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے یا اقوال شنیعہ کے نتیجہ میں یا منافقانہ اور کافرانہ نیتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورد بن جاتے ہیں ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ جب تم پر خدا کا غضب بھڑکتا ہے تو وہ ایسا سخت ہوتا ہے کہ انسان ایک لحظہ کے لئے بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس معنی میں نذیر ہیں کہ آپ خدا کا غضب بھڑکنے سے پہلے لوگوں کو تنبیہ کرتے ہیں۔ ان کو ہوشیار کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تیسری بنیادی صفت نذیر ہے۔ اس صفت کے مقابلہ میں مسلمانوں پر تسبیح کرنے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ لوگ جو خدا سے دور جا پڑے ہیں اور اپنی اس دوری پر تسلی یافتہ ہیں۔ ان کو جب ڈرایا جائے اور تنبیہ کی جائے تو اس وقت تمہارا فرض یہ ہے کہ تم عبادات بجا لانے اور نیکی کے کام کرنے میں پہلے سے بھی زیادہ سرعت سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ لگ جاؤ۔ اس لئے کہ جس وقت انذار ہوتا ہے یعنی کچھ لوگ بدیوں کی طرف جھکنے کی وجہ سے

اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کے مورد

ٹھہرتے ہیں۔ قولاً یا فعلاً۔ اس وقت خدا کے مومن بندہ کے دل میں شیطان یہ وسوسہ بھی پیدا کر سکتا ہے کہ تو بہت کچھ ہے دیکھ! دوسروں پر خدا نے اپنا قہر نازل کیا مگر تجھ پر نازل نہیں کیا چنانچہ اس قسم کے شیطانی وسوسہ کے نتیجہ میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ جو خدا کا نیک بندہ تھا اگر اسے ٹھوکر لگے تو بلعم باعور بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں خدا تعالیٰ کی محبت اور پیار اس کی نفرت اور غضب سے بدل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے حالات میں ساتھ ہی مومن کو بھی انذار کر دیا اور ہوشیار کر دیا کہ ایسے وقت میں تمہارے اندر کوئی فخر پیدا نہ ہو بلکہ تمہارے اندر پہلے سے بھی زیادہ عاجزی اور انکسار پیدا ہو۔ تم اس جذبہ کو بیدار رکھنے کے لئے کثرت سے تسبیح کرو۔ خدا تعالیٰ کو پاک و مطہر قرار دو اور اس حقیقت کو جان لو اور اسے ہر وقت پیش نظر رکھو کہ حقیقی پاکیزگی صرف خدا کو حاصل ہے۔ خدا کے علاوہ اس کی مخلوق میں سے انسانوں میں سے صرف وہی پاک ہے جسے خدا پاک کرتا ہے اور جس کی پاکیزگی کا اور جس کے تزکیہ کا اور جس کی تطہیر کا خود خدا اعلان فرماتا ہے انسان اپنے زور بازو سے، اپنے نفسانی طاقتوں کے بل بوتے پر پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتا۔

غرض خدا تعالیٰ سے دور ہو جانے والوں پر جب خدا کا غضب بھڑکے یا ان کو تنبیہ کی جائے تو دیکھنا تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب کا جو مقام ہے کہیں شیطان کے ہاتھوں اسے چھینے جانے کا آغاز نہ ہو جائے ایسے موقعہ پر تمہیں فوراً خدا تعالیٰ کی تسبیح میں لگ جانا چاہیئے۔ تمہیں خدا تعالیٰ کی تسبیح کی ڈھال کے پیچھے اپنے نفسوں کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

انذار کے موقعہ پر

تسبیح کا دوسرا پہلو

یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہیں اور اس کے قرب اور پیار سے محروم ہیں ان کی بداعمالیوں میں سے کچھ اعمال خدا تعالیٰ کے مقربین کو دکھ پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ اس واسطے خدا تعالیٰ انہیں (دشمنان اسلام کو) انذار کرتا ہے کہ ایسے کاموں سے باز آجاؤ ورنہ قہری گرفت میں آجاؤ گے گویا شیطان کا پہلا وار انسان کی روح پر ہے اور دوسرا وار خدا کے بندوں سے نفرت اور دشمنی کو ہوا دینا ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے دور ہیں، وہ اس کے پیاروں سے پیار نہیں کرتے بلکہ ان سے نفرت سے کام لیتے ہیں۔ وہ انہیں تنگ کرتے اور ہلاک کرنے کے منصوبے بناتے ہیں چنانچہ ایسے ہی موقعوں پر اللہ تعالیٰ ان سے مثلاً یہ کہتا ہے

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

لیکن ہمیں یہ فرمایا کہ تم یہ نہ سمجھنے لگ جانا کہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نذیر ہیں۔ اور اپنے سے پیار کرنے والوں سے دشمنی رکھنے والوں کو تنبیہ کرتے ہیں اس لئے ہم نے کچھ نہیں کرنا کیونکہ ہم پر وار نہیں ہو سکتا۔ نہیں! تم پر دشمن کا بھی اور شیطان کا بھی دوہرا وار ہو سکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر تم نے خدا کی پناہ ڈھونڈنی ہے اپنے علم پر بھروسہ نہیں کرنا تم نے اپنی جرأت پر تکیہ نہیں کرنا کیونکہ تم خود اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہو۔ علم و فضل اور جرأت و بہادری خدا عطا فرماتا ہے۔ انسان صفات کو اپنے ماں باپ سے لے کر تو نہیں آتا یا اپنے خاندان اور قبیلے سے تو ان چیزوں کو حاصل نہیں کرتا بلکہ یہ

اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا

ہے اس لئے فرمایا کہ ایسے موقع پر اللہ کے سوا کسی اور چیز پر بھروسہ نہ کرنا خدا کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ صفاتِ باری کے علم و عرفان میں ترقی کرتے رہنا اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہنا یہ اعلان کرتے ہوئے کہ صرف خدا تعالیٰ ہی ہر کمزوری سے پاک اور ہر خوبی سے متصف ہے۔ گویا خدا کا کوئی بندہ کبھی یہ نہیں کہتا کہ چونکہ مجھ میں کوئی کمزوری نہیں اس لئے دشمن خدا مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔ وہ تو یہی کہتا ہے کہ میں تو کلی طور پر کمزور ہی کمزور اور لاشئی محض ہوں لیکن میں نے جس ہستی کا دامن پکڑا ہے وہ ہر کمزوری اور نقص سے پاک ہے اس کی یہ بنیادی صفت ہے کہ وہ ہر کمزوری اور عیب سے مبرا ہے میں اس قدوس ہستی کا دامن پکڑتا ہوں اور اس کی صفات کا واسطہ دے کر اس کے سامنے جھکتا اور کہتا ہوں کہ اے میرے قادر و توانا خدا! مجھ میں کوئی طاقت نہیں، نہ کوئی علم ہے نہ کوئی جتھہ ہے اور نہ کوئی جرأت ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ ہے وہ تجھ سے پایا ہے اور اسی وقت تک رکھ سکتے ہیں جب تک تو چاہے اور فیصلہ فرمائے کہ ہم ان صفات سے متصف رہیں۔ ان صفات سے جنہیں تو پسند کرتا اور جن سے تو محبت کرتا ہے۔

غرض نذیر کی صفت کے مقابلہ پر تسبیح و تحمید کی ذمہ داری کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس بات سے ڈرتے رہنا ہے کہ شیطان فخر کے جذبات نہ پیدا کر دے۔ دوسرے یہ کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنے زور بازو پر تکیہ نہیں کرنا اور ہمیشہ یہی سمجھتے رہنا ہے کہ ہم خدا کی مدد اور اس کے رحم کے بغیر، اس کی محبت اور پیار کے بغیر قرب الٰہی کے مقام کو نہ اس دنیوی زندگی میں قائم رکھ سکتے ہیں اور نہ اس کے نتیجہ میں

اُخروی زندگی میں فلاح

پاسکتے ہیں۔ اس لئے ہر دو معنی میں اس کی طرف جھکنا اور اس کی تسبیح میں مشغول ہو جانا ضروری ہے۔ خدا کو ہر عیب اور کمزوری سے پاک اور مقدس ٹھہراتے ہوئے اور سب پاکیزگی اور تقدس اور تزکیہ کا سرچشمہ سمجھتے ہوئے تسبیح کرنی ہے تاکہ بجائے اس کے کہ ہم اپنے نفس پر یا اپنے اعمال پر یا اپنے افعال پر یا اپنے علم پر یا اپنے تجربہ پر یا اپنے جتھہ پر یا اپنی دلیری پر بھروسہ کریں، ہم نے اس کی محبت کو اور اس کے پیار کو پہلے سے زیادہ جذب کرنے کے لئے نیک اعمال بجا لانے میں، خیر اور نیکی کے کام کرنے میں اور بھی زیادہ سرعت دکھانی ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو "یار نہاں" میں نہاں ہو جانے کا راز مضمر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی معنی میں فرمایا ہے ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

اسلام نے ہمیں اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ کے الفاظ میں ایک کامل اور مکمل دعا سکھائی ہے

انسان کے مقصدِ حیات کے حصول کیلئے پہلی اور بنیادی چیز یہی ہے کہ اُسے صراطِ مستقیم مل جائے

محنت تضرّع اور دُعا کے ذریعہ اسے خود بھی حاصل کرو اور دوسروں کو بھی اس طرف لانے کی کوشش کرو

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم احسان ۱۳۵۲ ہش مطابق یکم جون ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم اے انچارج شعبہ زود نویسی ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اسلام ایک کامل مذہب ہے۔ اسلام نے ہمیں ایک کامل دعا اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ کے الفاظ میں سکھائی ہے۔ دراصل جس طرح ایک نگینہ کسی زیور میں جڑا ہوتا ہے اسی طرح یہ دعا بہترین دعا کی شکل میں سورہ فاتحہ میں بیان کی گئی ہے۔

گو ساری سورہ فاتحہ ہی ایک نہایت اعلیٰ رنگ کی دعا ہے لیکن اس میں دعا کے لحاظ سے

ایک بنیادی نکتہ

ہمیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا۔ انسان کو خلق کیا اسے بہت سی قوتیں اور استعدادیں بخشیں اور اس کی زندگی کا یہ مقصد ٹھہرایا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے حیّ و قیّوم خدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرے لیکن چونکہ اس تعلق کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے سورہ فاتحہ کی شکل میں ایک کامل دعا سکھا دی تاکہ ہم اس دعا کے ذریعہ خدا کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اپنے مقصدِ حیات کو حاصل کر سکیں۔

چنانچہ سورہ فاتحہ کی اس آیہ کریمہ میں جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسی اصول کی راہنمائی کرتا ہے کہ میں نے جو کچھ بھی پیدا کیا میری صفات کی جو تجلیات تمہیں اپنی زندگیوں اور اپنے ماحول میں نظر آتی ہیں اگر تم ان کا بغور سے مشاہدہ کرو گے تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ ہر شے کے حصول کے لئے ایک

سیدھا اور مقررہ راستہ

ہوتا ہے۔ وسائل ہوتے ہیں جن کے بغیر انسان کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا سیدھی راہیں ہوتی ہیں جن پر چلے بغیر انسان منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتا

پس اگر یہ درست ہے اور یقیناً یہی درست ہے تو بنیادی دعا جو ایک انسان کو مانگنی چاہیئے وہ یہی ہے کہ اے ہمارے خدا! ہمارا جو بھی نیک مقصد ہو اس کے حصول کے لئے جو سیدھی راہ ہے یعنی صراطِ مستقیم وہ ہمیں دکھا، اور چونکہ انسان کی پیدائش کی اصل غرض خدا تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق کو قائم کرنا ہے۔ اس لئے یہ دعا یوں بنے گی کہ اے ہمارے خدا! ہمیں وہ سیدھا راستہ دکھا جس پر چل کر ہم تجھ تک پہنچ سکیں۔ اور تیرا قرب حاصل کر سکیں۔

غرض جب تک اللہ تعالیٰ وہ راہ نہ دکھائے جب تک انسان محنت اور کوشش اور مجاہدہ کے ذریعہ اور دعا اور تضرع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو جذب نہ کرے جس کے نتیجہ میں اسے سیدھی راہ دکھائی جاتی ہے اس وقت تک خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا، اس کا مقرب بن جانا اس کا محبوب بن جانا ممکن ہی نہیں۔

پس جہاں تک مقصدِ حیات کا تعلق ہے یہ دعا کامل اور مکمل ہے لیکن یہیں بس نہیں بہت ساری ذیلی چیزیں ہیں جو حقیقتاً اسی مقصود کے حصول کے لئے ہیں مثلاً صحت کا قائم رہنا صحت کے قیام کے ساتھ اصل مقصد تو یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار

کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش اور محنت کی جاسکے اور دعائیں کی جائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی دعائیں جو بسمل کی طرح تڑپا دیتی اور خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں ہمارے جسم اور ہماری رُوح کو اس مشقت کے برداشت کرنے کی توفیق ملے۔

چنانچہ قیام صحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ راہیں یعنی کچھ طریقے مقرر کئے ہیں۔ کچھ وسائل پیدا کئے ہیں۔ ان راہوں کا علم حاصل کئے بغیر اور ان وسائل کے حصول کے بغیر ہم اپنی صحت کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ ہم وہ محنت اور کوشش وہ تضرع اور دعا نہیں کر سکتے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے علاوہ دو قسم کے اور حقوق بھی ہوتے ہیں۔ ان کی ادائیگی بھی ضروری ہے ایک تو حقوق العباد ہیں اور دوسرے حقوق النفس ہیں جب تک یہ حقوق ادا نہ ہوں۔ انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں اور اس کے پیار کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پس ہر وہ چیز جو ہم نے حاصل کرنی ہے ہمارا جو بھی مقصود و مطلوب ہے اور جس کے حصول کے لئے ہم نے کوشش اور دعا کرنی ہے اس کے لئے

پہلی اور بنیادی چیز

یہی ہے کہ ہمیں صراط مستقیم مِل جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صراط مستقیم کو توحید کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور بالکل سچی بات ہے اور ہماری عقل بھی اسے تسلیم کرتی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا نو چیزوں سے توحید کا تعلق گنوایا ہے۔ یہ تو ایک لمبا مضمون ہے۔ اس وقت تو میں مختصراً چند باتیں کہنے پر اکتفا کروں گا۔

میں نے بتایا ہے کہ صراطِ مستقیم کا حصول اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر میسّر نہیں آسکتا۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے اور اپنا مقصود پانے کے لئے ہمیں اپنی کوشش اور محنت تضرّع اور دعا کو ذریعہ بنانا چاہیئے۔ یہی وہ صراط مستقیم ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا اور انسان اس کے پیار اور اس کی رضا کو حاصل کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس زمانے میں ہم پر ایک اور

بہت بڑی ذمہ داری

ڈالی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم تمام بنی نوع انسان کو اس خدا کی طرف کھینچ کر لے آئیں جس نے اُن کو پیدا کیا ہے گویا جماعت احمدیہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے دِل میں اس بات کو جاگزین کرے کہ تمہاری زندگی کا وہ مقصد نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو بلکہ تمہاری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف واپس لوٹو۔ اور جس پیار کے حصول کے لئے اس کی رحمت نے تمہیں پیدا کیا ہے اس پیار کے حصول کی کوشش کرو۔

پس ایک طرف ہم نے اپنے لئے

صراط مستقیم کے حصول کے لئے مجاہدہ

بھی کرنا ہے اور دعائیں بھی کرنی ہیں اور دوسری طرف ہم نے نوع انسانی کو یہ حقیقت جاننا اور یہ حقیقت کائنات سمجھانے کی کوشش کرنی ہے تاکہ وہ بھی اس بنیادی نکتہ کو سمجھ کر خدا کے قرب کو پا سکیں۔ اور تاکہ جلد وہ زمانہ آجائے کہ سب بنی نوع انسان خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کے پیار کو حاصل کر لیں اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جو مقصد ہے اور قرآن کریم کے نزول کی جو غرض ہے وہ پوری ہو۔ خدا کرے کہ ایسا دِن جلد آجائے۔

تحریک جدید کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:-

"اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا۔ خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کہہ رہا ہوں تم آگے بڑھو اور اپنا تن۔ اپنا من اور اپنا دھن۔ خدا اور اس کے رسول کے لئے قربان کر دو۔"

پس حضور رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں تمام جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی مالی قربانیاں پہلے سے دو چند اور سہ چند کر کے فلاح دارین کے وارث بنیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

مجالس کی اہم ذمّہ داری

جملہ قائدین مجالس کی خدمت میں متعدد بار لکھا جا چکا ہے کہ خدام کا چندہ ۲۰ تاریخ تک ضرور مرکز میں پہنچ جانا چاہیئے۔ بہت کم قائدین اس کی پابندی کرتے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا ایک مرتبہ پھر درخواست ہے کہ اس بات پر سختی سے عمل فرمائیں تاکہ بروقت روپیہ مرکز میں پہنچ جائے۔

(مہتمم مال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مرکزی امتحانات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے مرکزی امتحانات (مبتدی۔ متقدم مقتصد۔ سابق۔ فائق۔ فائز) حسب ذیل پروگرام کے مطابق منعقد ہو رہے ہیں۔ مجالس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور ۲ر جولائی۔ دیگر مجالس خدام الاحمدیہ ۹ر جولائی۔ ان امتحانات میں زیادہ سے زیادہ خدام کو شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قائدین مقامی اور قائدین اضلاع فوری توجہ فرمائیں اور خدام کو ان امتحانوں میں بکثرت شامل کریں۔ مرکزی امتحان میں شمولیت کا کم از کم ٹارگٹ ۵۰ فی صد ہے۔

(مہتمم تعلیم)

درخواستِ دُعا

۱۔ مکرم مولوی سلیم اللہ صاحب فاضل اوکاڑہ کو بائیں جانب فالج کا حملہ ہوا ہے نیز ان کی اہلیہ صاحبہ بھی عرصہ سے بلڈ پریشر سے بیمار ہیں ہر دو کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (غلام احمد نادر خان معلم وقف جدید ربوہ)

۲۔ خاکسار کے والد مختار احمد صاحب آف گوگی آزاد کشمیر آجکل زیادہ بیمار ہیں اور ضعیف العمر بھی ہیں۔ نیز میری والدہ صاحبہ بھی اکثر بیمار رہتی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو کو کامل و عاجل شفا عطا کرے۔ آمین۔

(محمد یٰسین مختار سیکرٹری اصلاح و ارشاد حلقہ مارٹن روڈ۔ کراچی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہزین
شہزین
شہزین
مرض اٹھرا کی موثر ترین دوا
حکیم نظام جان اینڈ سنز
ربوہ منڈی محمد خان گوجرانوالہ

ہر قسم کی اعلیٰ کوالٹی کا کپڑا پاپلین لٹھا کیمرک۔ لان۔ فلالین۔ رنگدار و پرنٹ بنانے والے
سفینہ ڈائنگ اینڈ پرنٹنگ ورکس
مقبول روڈ لائلپور
فون ملز: ۷۹۴۶ فون آفس گول کپڑا: ۲۳۵۴
فون آفس منڈر گلی ۲۴۸۳
ہر شہر کی مارکیٹ سے سفینہ کا مال طلب کریں

تریاق اٹھرا اٹھرا کے علاج کے لئے کورس ۲۰ روپے
نور نظر اولاد نرینہ کے لئے کورس ۲۵ روپے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ فون نمبر ۵۲۸

خارش توڑ مرہم
خارش ہر قسم
دھدر، چنبل، اگیزیما، جلدی امراض کا کامیاب علاج
فی روپیہ -/۱
دواخانہ ناصر مول رجسٹرڈ۔ ربوہ

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی نرخوں پر خریدنے کیلئے
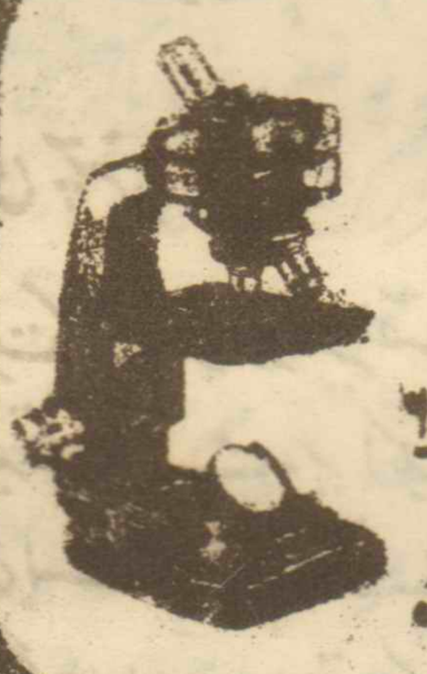
الائیڈ سائنٹیفک سٹور
فون ۶۴۳۵۰
گینت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار
ماہنامہ
تحریک جدید ربوہ
آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور اپنے عزیز و احباب
دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔ سالانہ قیمت صرف -/۲

مرض اٹھرا کا شافی علاج حبوب مفید اٹھرا چھ صد گولیاں ۲۰ روپے ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۳۲ کچہری بازار لائل پور فون نمبر ۵۷

ہڈیوں کے ڈھانچوں پر
گوشت پوست چڑھانے والی نایاب دوا
پیور الفلفا ٹانک
فی شیشی تین روپے علاوہ محصول ڈاک
شاہ ہومیوپیتھک سٹور اینڈ ہسپتال چھتہ بازار ربوہ

زوجام عشق طاقت کی مشہور دوا مکمل کورس ۲۵ روپے
مقوی اعصاب
مقوی اعضائے رئیسہ
المنار دواخانہ ربوہ

سرگودھا
اور
گوجرانوالہ کے درمیان
سفر کرنے کے لئے وقت کی پابند
آرام دہ اور سبک رفتار
کراؤن بس سروس کا انتخاب کیجئے

ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس
یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ سرگودھا
کی
آرام دہ بسوں پر سفر کیجئے

بیمار چلے آرہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ روزنامہ الفضل میں احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔
بشیر الدین ابن کرم دین صاحب معرفت احمدیہ کلاتھ ہاؤس کوٹلی۔ آزاد کشمیر۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵

درخواست دعا

۱۔ میری والدہ محترمہ جو اس وقت اپنے چھوٹے لڑکے مکرم شیخ اختر علی صاحب ملازم پی اے ایف سرگودھا کے پاس مقیم ہیں چند دنوں سے بعارضہ درد گردہ بیمار ہیں تمام احمدی بھائی اور بہنیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل و عاجل شفا عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رہے۔
رشیدہ مرزا حمید علی روڈ۔ روہیل کھنڈ سوسائٹی کراچی

۲۔ خاکسار مختلف قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پریشانیوں کو دور فرمائے۔ مقبول احمد بھٹی میانوالی

۳۔ مکرم کرم دین صاحب کھوکھر ایک عرصہ سے

ضرورت ہے
انجن ڈرائیور اور فٹر کی
ربوہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ڈیزل انجن اور چکی فٹر ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ خواہشمند دوست فوری فائدہ اٹھائیں۔
فرزند علی چوہدری
دار الرحمت غربی ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق
مینیجر
الفضل
سے خط و کتابت کیا کریں۔

خونی و بادی
بواسیر
PILES
جناب چوہدری عزیز الدین احمد صاحب بی ایس سی زراعت چوک نواں شہر ملتان:
خاکسار نے ایک مریض کو جنہیں قریباً پندرہ سال سے نہایت تکلیف دہ خونی بواسیر تھی پائلز کیور استعمال کرائی جس سے بفضلہ تعالیٰ غیر معمولی فائدہ ہوا۔ مکمل کورس دس روپے -/۱۱
کیوریٹیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور کراچی
ہیڈ آفس گولبازار ربوہ فون نمبر ۱۰ ہوڈ کشن برانچ ۶۰

جرمولین رجسٹرڈ نئی اور پرانی خارش داد چنبل ایگزیما چھائیوں اور جملہ جلدی امراض کے لئے زود اثر مرہم۔ ہر دوا فروش سے خریدیں۔ قیمت صرف -/۱
حمید دواخانہ عبد اللہ پورہ لائلپور